Registered No. L

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر نہم — جلد نوزدہم

بابت جمادی الثانی ۱۳۲۰ھ مطابق ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء

شرح قیمت رسالہ

اس رسالہ کی قیمت عموماً ۱۲ سالانہ ہے۔ خاص قیمت (جو رسالے اسلام سے لیجاتی ہے) چوبیس روپیہ جنکی آمدنی للعہ ماہوار سے زیادہ نہیں ان سے ۳ جن کی دس للعہ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں ان سے رعایتاً ۳ جو دس روپیہ آمدنی بھی نہیں رکھتے پر بضاعت علمی رکھتے ہیں اور رسالکی اشاعت اور خریدار رسالہ بہم پہنچانے میں کوشش کرتے ہیں انکو بلا قیمت دیا جاتا ہے۔

ارسال زر بذریعہ منی آرڈر اور خط و کتابت حسب نشان ذیل ہونا چاہیئے +

ابوسعید محمد حسین مہتمم رسالہ اشاعۃ السنۃ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

زمانہ حال میں ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کی قومی خدمات

نمبر اول

اڈیٹر اشاعۃ السنہ (خاکسار) وسط اگست میں شملہ پہنچا تو اسکو معلوم ہوا کہ رپورٹ مردم شماری میں بعض جگہ اہل حدیث کے حق میں لفظ وہابی لکھا گیا ہے۔ واز آنجا کہ یہ امر حکم و قرار داد سپریم گورنمنٹ اور تمام لوکل گورنمنٹوں کے برخلاف تھا لہذا خاکسار پہلے صاحب سپرنٹنڈنٹ مردم شماری پنجاب (ایچ اے روز صاحب بہادر) سے ملا۔ اور بذریعہ ایک تحریری درخواست خواستگار ہوا کہ از راہ مہربانی و انصاف پروری اس نک نیم (بدنام) کو رپورٹ میں بدل دیا جائے۔ اس درخواست میں یہ ظاہر کیا کہ اس برے لقب کو اپنے حق میں کوئی اہلحدیث استعمال نہیں کرتا۔ اور اپنے آپ وہابی نہیں کہلاتا۔ یہ لفظ کاغذات مردم شماری میں بعض اشخاص فرقہ اہلحدیث کی نسبت درج ہو گیا ہے تو اسکی وجہ دو ہیں۔ **اوّل**۔ سرکاری محرروں کی جو مردم شماری پر مقرر تھے ناواقفی **دوسرے**

فہرست مطالب نمبر ہذا

(۱) مرزائے قادیان کی پیشگوئی ۲۱ نومبر سنہ ۹۹ کا بورانہ ہونا۔ (اور علمائے ہندوستان پنجاب کی شہادت کہ ہم نے ابوسعید محمد حسین کے حقیقی تکفیری کفر نہیں دیا)۔

(۲) کیا نیچریت مرزائیت و چکڑالویت مذہب اہلحدیث کی شاخیں ہیں؟ نمبر دوم

(۳) میری وصیت سے میرے بعض وارثوں کی ناخوشی اور اسکا نتیجہ انکی محرومی۔ (۴) کمیشن یونیورسٹی کی رپورٹ برا سلامی عام رائے

(۵) شکست و شکایات و تنبیہ

ایک افسوسناک حادثہ اور اسکے متعلق اہلحدیث کیلئے مشورہ

افسوس! صد افسوس ہزار افسوس!!! شیخنا و شیخ الکل شمس العلما حضرت مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے

اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور میں چھپا

اہل محلہ کی جو نام لکھوانے کے وقت محرّروں کے ساتھ رہے دشمنی یا ناواقفی۔ صاحب موصوف نے افسوس کے ساتھ ظاہر کیا کہ لفظ رپورٹ مین چھپ چکا ہے مگر ہم اس درخواست کو اپنی سفارشی ریمارک کے ساتھ گورنمنٹ پنجاب مین بھیجدیا پھر یہ خاکسار بہ ہمراہ آنریبل لفٹنٹ گورنر پنجاب اور انکے سیکرٹری ڈان کی خدمت مین حاضر ہوا اور درخواست مذکور کی نقل اور سرکاری چٹھیات جن مین لفظ وہابی کے استعمال سے ممانعت کا حکم وارد ہے اور ہزارہا اشخاص اہلحدیث کی شہادات اور تحریرات کو جن مین اس لفظ کے استعمال سے اہلحدیث پنجاب وہندوستان نے اپنی نارضی کا اظہار کیا تھا پیش کیا جسپر ہمارے دیندار معزز حضور پرنور نامور لفٹنٹ گورنر سر چارلس ریواز صاحب بہادر نے حکم صادر فرمایا کہ جن کاغذات مردم شماری مین لفظ "وہابی" لکھا گیا اُن کو ردی کر کے از سر نو کاغذات چھپائے جائین۔ جسکی وجہ سے تمام اہل حدیث پنجاب ہر فرقہ کے دل سے ممنون وشکر گذار ہو گئے ہین۔

اس حکم گورنری سے خاکسار کو روز صاحب بہادر نے زبانی اطلاع دی تھی پھر اسکی تائید وتصدیق مین سرکاری چٹھی (گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے) بھی پہنچگئی +

اس کارروائی کے بعد [illegible] ہوا اور بذریعہ تحریرات بھی انکو متوجہ کیا کہ دوسرے صوبجات ہند مین بھی اس امر کی ہدایت کی جاوے۔ کہ اگر کسی صوبہ کی رپورٹ مین بجائے اہل حدیث لفظ "وہابی" لکھا گیا ہو تو وہان بھی اسکی تبدیلی واصلاح عمل مین آوے۔ صاحب سکرٹری گورنمنٹ ہند نے بھی خاکسار کی زبانی تسلی کی۔ اور اسکی تائید مین سرکاری چٹھی گورنمنٹ ہند بھی پہنچ گئی +

ذیل مین ان چٹھیات کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے :-

ترجمہ چٹھی گورنمنٹ پنجاب

"دفتر سکرٹریٹ۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور۔

نمبر ۱۱۱۰۔ مورخہ ۱۸۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

۱۰ رجب سنہ ۱۳۲۰ھ کو اس دار فانی کو چھوڑ کر خلد برین مین جگہہ لی اس حادثہ جانکاہ کا افسوس ہندوستان کے جملہ فرقہ ہا اہل اسلام کو ہوا ہے اور ہر کس جناب مرحوم کے لئے دست بدعا ہے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ

بخدمت مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ لاہور۔

جناب من۔

آپکی درخواستین جو آپنے ۸ و ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بخدمت جناب سکرٹری گورنمنٹ ہند اس مضمون کی ارسال کی ہین کہ پنجاب و دیگر صوبہ جات کی مردم شماری کی رپورٹون مین لفظ "وہابی" کو اہلحدیث سے تبدیل کر دیا جائے پہنچین۔ اور مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ مین آپکو اطلاع دون کہ اس مضمون کے متعلق ضروری ہدایات بنام صاحب سپرنٹنڈنٹ مردم شماری پنجاب بھیج دیگئی ہین۔

حسب الحکم مسٹر جے ٹی سالٹ سپرنٹنڈنٹ ان چارج
فار جوڈیشل اینڈ جنرل سکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔"

ترجمہ چٹھی گورنمنٹ ہند

ہوم ڈیپارٹمنٹ شملہ

"نمبر ۲۰۳ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء

منجانب مسٹر اے ولیمیز صاحب بہادر ڈپٹی سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا۔

بخدمت مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ لاہور۔

جناب من۔

تین ماہ اکتوبر ۱۹۰۲ء تک جو خط و کتابت آپنے اس بارے مین کی ہے کہ مردم شماری کی رپورٹون مین بجائے لفظ "وہابی" اہلحدیث درج کیا جائے اسکے جواب مین آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ مین اس معاملے کی طرف گورنمنٹ پنجاب کو متوجہ کرون چنانچہ اُسکی تعمیل مین مینے گورنمنٹ موصوف کو احکام جاری کر دئیے ہین +

آپکا تابعدار۔ اے ولیمیز۔
ڈپٹی سکرٹری گورنمنٹ ہند پنجاب۔

وعدۃ من عذاب القبر و من عذاب النار۔ اہلحدیث خصوصاً علما تلامذہ ممدوح کا فرض ہے کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا مسنون آپکے حق مین کیا کرے۔ خاکسار اہلحدیث مختلف صوبجات خصوصاً پنجاب بنگال کو جنہین آنحضرت کے تلامذہ کثرت کے ساتھ ہین مشورہ دیتا ہے کہ ماہ دسمبر ۱۹۰۲ء کے اخیر مین دہلی مین جمع ہون اور حضرت ممدوح کے پسماندگان کی تعزیت کے بعد آپکی جگہہ درس حدیث و فقہ وغیرہ علوم دین کے قائم رکھنے کی تدبیر عمل مین لادین خاکسار سب سے پہلے حاضر ہوگا اور اس امر مین دلی کوشش کریگا۔ آئندہ حضرت

جس صوبۂ ہند کی رپورٹ مین اس ہدایت گورمنٹ کے خلاف بجائے "اہلحدیث" لفظ "وہابی" درج ہوگیا ہو۔ وہان کے اہلحدیث خاکسار کو جلد اطلاع دین تاکہ اسکی اصلاح تبدیلی مین جلد کوشش کیجائے۔

نمبر دوم

خاکسار نے متعدد اخبارون مین دیکھا تہا کہ دربار دہلی مین مسلمانان ہند کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن کے ذریعہ ایڈریس مبارکباد پیش ہوگا۔ جسپر خاکسار نے بمشورہ بعض اعیان اہلحدیث پنجاب (لاہور۔ امرتسر۔ لودہانہ وغیرہ) و بنگال (آرہ ضلع دربھنگہ وغیرہ) گورمنٹ پنجاب سے اس مضمون کی درخوست کی کہ ہرچند مختلف اضلاع اور شہرون کے تمام جلسون مین جنمین عام اہل اسلام ہندوستان نے بتقریب تاجپوشی ہز میجسٹی کنگ امپرر مسرت کا اظہار کیا ہے مسلمانان اہلحدیث بہی شامل رہے ہین مگر خاص موقع دربار دہلی مین وہ لوگ خصوصیت کے ساتھ اظہار مسرت چاہتے ہین لہذا اُنکی استدعا ہے کہ اس موقع پر انکو بذریعہ ڈیپوٹیشن ایڈریس پیش کرنیکی اجازت دیجائے اور اگر گنجایش وقت نہو تو کم از کم اس فرقہ کے معزز ممبرون کو اس ڈیپوٹیشن مین شامل کیا جائے جو کل مسلمانون کی جانب سے اڈریس [illegible] ہوگا

اس درخوست کے جواب مین سکرٹری گورمنٹ پنجاب کی طرف سے یادداشت نمبری ۹۳۹ دفتر اشاعت اسلام مین موصول ہوئی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ تخت نشینی ہز میجسٹی کنگ امپرر کے تقریب پر ہندوستان کے مختلف فرقون کو ایڈریس مبارکباد پیش کرنیکا کئی دفعہ موقع دیا گیا ہے لہذا گورمنٹ ہند کی تجویز نہین ہے کہ اب دربار دہلی مین کوئی ڈیپوٹیشن ایڈریس پیش کرے۔ ہان فرقہ اہلحدیث معمولی طور پر گورمنٹ ہند کی خدمت مین مبارکباد کا ایڈریس پیش کرے تو گورمنٹ ہند کو اسکے قبول کرنے مین عذر نہو گا۔ بنا برین بعض اعیان اہلحدیث پنجاب و بنگال کی رائے قرار پائی ہے کہ اہلحدیث مختلف صوبجات ہند کی طرف سے ایک ایڈریس مبارکباد تیار کر کے گورمنٹ ہند کی خدمت مین پیش کیا جائے لہذا کل صوبجات ہند (پنجاب و بنگال و بمبئی و مدراس و ممالک و شمال اودہ و ممالک متوسط) کے جملہ اعیان اہلحدیث سے جو رائے دینے کے لائق ہین اور وہ قوم مین دینی یا دنیاوی امتیاز و خصوصیت رکھتے ہین (مثلاً قوم کے سرگروہ و رہنمائے عالم دین ہین۔ یا رؤسا و تجار و زمیندار یا لگذار ہین یا سرکاری عہدہ دار یا اسلامی انجمنون کے رکن یا سرکاری کمیٹیون کے ممبر ہین) اس تجویز تیاری ایڈریس

اسلام و اہل اسلام کے متعلق خبریں

حالات کابل۔ آفریدیوں کے متعدد جرگے یکے بعد دیگرے جو پچھلے دنوں کابل میں جاتے رہے ہیں۔ امیر صاحب اُن سے اسقدر متاثر ہوئے ہیں کہ ہز ہائنس نے ایک دو آفریدی رجمنٹیں بھرتی کرنے کا ارادہ کیا ہے غالباً ہز ہائنس ہمارے ہمسایوں کے نیچر سے بخوبی واقف نہیں ہیں بعض جرگے تو محض اس نیت سے کابل کا عزم کرتے ہیں کہ کچھ نقدی اور خلعت وغیرہ امیر صاحب سے حاصل ہوگا کیونکہ دربار کابل سے سرداروں کو عام طور سے زادراہ اور خلعت دینے کا دستور ہے۔ اور بعض آفریدی سردار ملک خواص خاں کے ایماء سے جاتے ہیں جو جنگ تیراہ کے وقت کابل میں پناہ گزین ہیں غالباً عام طور پر آفریدی کابل کے جنگی ملازمت کو پسند نہ کرینگے۔ جہاں تنخواہ کم اور پنشن کا بھروسہ نہیں ہے۔ وہ انگریزی فوج خصوصاً خیبر رائفلز میں شوق سے بھرتی ہوتے ہیں جہاں تنخواہ اور پنشن کافی اور یقینی ہے۔ ملا سید اکبر جو آجکل امیر صاحب کا وظیفہ خوار ہے ممکن ہے کہ آفریدیوں کو افغانی ملازمت پر مائل کرے۔ لیکن اکثر صاحب اثر آفریدی سردار اوسکے برخلاف ہیں۔ ملا سید اکبر کی جمعیت میں زیادہ تر اسکے مرید یا سرحدی اکو یا سرحد پار کے سرکش جو کم و بیش ہر ایک سرحدی فرقہ میں پائے جاتے ہیں شامل ہیں! فریدیوں میں ملاؤں کا چنداں زور نہیں ہے حتیٰ کہ ملا سید اکبر بھی اونکو موم کے ناک کی طرح جیطرف چاہے نہیں پھیر سکتا ہے۔ جاگی فرقہ کے لوگ جنھوں نے سال گذشتہ میں افغان حکام کے خلاف شتر گردن میں سرکشی اختیار کی تھی اور انگریزی علاقہ میں پناہ گزیں ہوئے تھے اور پھر امیر صاحب کے خطا بخشنے پر اپنے وطن چلے گئے تھے۔ اب پھر بے چینی ظاہر کرنے لگے ہیں۔ امیر صاحب نے حکم دیا ہے کہ ان میں سے بعض شخصوں کو غزنی سے آگے علاقہ ہزارہ میں آباد کیا جائے۔ افغانستان میں باغیوں کو ہوش میں لانے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ انکو اپنے وطن سے جلا وطن کرکے دوسری جگہ آباد کیا جائے

(رفیق ہند)

امیر صاحب نے اپنے والد مرحوم کے لقب محافظ دین کی سالگرہ کا دربار ۱۰ ستمبر کو کابل میں منعقد فرمایا۔

سرحد کوہاٹ سے خبر آئی ہے بالائی کورم میں سرحد پار کے مسلح جاگیوں کے ساتھ مقابلہ خونخوار رہا۔ یہ لوگ کورم کے چراگاہوں پر قابض ہوتے جاتے ہیں۔ فوج کورم ملیشیا نے انکو سرحد سے پار بھگا دیا۔

کاشغر کے سخت زلزلہ سے وہاں کا مشہور رئیس حاکم بیگ مسمی محمود معہ بیٹوں دب کر مرگیا۔ (تالیف و تجارت)

کابل [illegible] خاں کی وفات کی خبر آئی ہے۔ اسکو گورنر جلال آباد مقرر کرنے کا ارادہ تھا۔

خوشی کی بات ہے کہ جناب خان بہادر عبدالغفور خاں صاحب آف زیدہ کو بھی دربار دہلی کیلئے چیف کمشنر صوبجات شمال مغربی کی طرف سے دعوت شرکت پہونچی ہے۔

سید پیر ویر شاہ صاحب بہادر کو علاقہ تحصیل شرقپور میں ۲۰ مربع اراضی گورنمنٹ نے عنایت کی ہے۔ اور لوگوں سے جنکو اراضی دی گئی ہے ۳۰۰ روپیہ فی مربع گورنمنٹ نے نذرانہ لیا ہے مگر جنرل صاحب کو یہ نذرانہ بھی معاف کیا گیا۔ علاوہ ازیں ۱۵ ہزار روپیہ نقد گورنمنٹ عالیہ نے جنرل موصوف کو عطا کیا ہے گورنمنٹ کی قدردانی اور عزت افزائی پر ہم جنرل صاحب موصوف کو مبارکباد دیتے ہیں۔

نوشہرہ میں دریاے کابل کا ریلوے پل چند ہفتوں میں بالکل تیار ہو جائیگا۔ گاڈر رکھے جا رہے ہیں۔

خبر ہے کہ امیر صاحب آفریدیوں پر بہت مہربان ہیں انکی چند پلٹنیں بھرتی کرنا چاہتے ہیں

([illegible]اج الاخبار)

بغداد کی ریلوے کے لئے فرانسیسی ساہوکاروں سے تائید لینے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اب جرمنیوں کا یہ خیال ہے کہ اس مہم میں انگریزی ساہوکاروں سے تائید لیجانی مناسب ہے۔ مگر اون کے آگے جب یہ مقدمہ پیش ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس ریل کا ٹربنس قویت رکھا جائے۔ جسپر ترکیوں کو اعتراض ہے۔ جب تک رقم کثیر کی گنجائش نہ ہو اس ریل کا ترقی کرنا بہت مشکل ہے۔ (تحفہ قیصریہ)

پرافٹ قادیاں کی پیشگوئی ۲۱ نومبر ۱۸۹۹ء کا پورا نہونا

(جس شخص کے دماغ میں ایک ذرہ عقل وفہم اور دل میں ایک ذرہ انصاف وایمان ہوگا
وہ اس مضمون کو پڑھنے کے بعد پرافٹ قادیاں کو راست گو نہ سمجھیگا اور اُس کا معتقد نہ رہے گا)

مرزا غلام احمد پرافٹ (پیشنگو) قادیاں کا تو یہ دعوے ہے کہ اس کی صدہا بلکہ ہزارہا پیشگوئیاں پوری ہوگئی ہیں جنکو اُسکے کم فہم ونادان پیروان نے مان لیا ہے۔ مگر جو لوگ عقل وقلب سلیم وفہم وحواس مستقیم رکھتے ہیں وہ یقیناً جانتے ہیں کہ اسکی ایک پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اور وہ سب کی سب جھوٹی نکلی ہیں۔ ہر چند بعض پیشگوئیاں کاہنوں، رمالوں، نجومیوں، جوتشیوں، آنڑ پوپو کہلانے والوں کی بھی توافق حصول یا خدیا اتفاق سے پوری ہوجاتی ہیں۔ مگر خدا کی قدرت اور حکمت اور پرافٹ قادیان کی اُلٹی کرامت کو دیکھو کہ اسکی پیشگوئیوں میں سے ایک بھی سچی نہیں نکلی۔ اسکی بڑی مشہور پیشگوئیاں تین ہیں عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی۔ پنڈت لیکھرام کے قتل یا خواری کی پیشگوئی اور شوہر زوجہ فرضی پرافٹ قادیاں کی موت کی پیشگوئی جنپر [illegible] اشاعۃ السنہ جلد ۱۵ و ۱۶ کے ناظرین پر مخفی نہیں کہ ان تینوں میں سے ایک بھی مطابق بیان پرافٹ قادیاں کے پوری نہیں ہوئی۔

عبداللہ آتھم اور لیکھرام گو فوت ہوگئے ہیں مگر میعاد پیشگوئی پرافٹ قادیاں کے مخالف نہ اُس کے مطابق (جس میں ناظرین جلد ۱۸ وغیرہ اشاعۃ السنہ کو ذرہ بھر شک نہوگا) اور شوہر زوجۂ فرضی پرافٹ قادیاں تو ابتک زندہ رہا اور بچے جنا رہا ہے (جس میں کوئی احمق سے احمق بھی جو آنکھ کان سلامت رکھتا ہوگا ذرہ شک نہ کرے گا۔

اسی سلسلہ پیشگوئیوں میں پرافٹ قادیاں نے خاکسار کے حق میں تیرہ مہینے کے میعاد کی پیشگوئی عذاب ۲۱ نومبر ۱۸۹۹ء کو کی تھی جو جھوٹی نکلی اور پوری نہ ہوئی۔ اور اس کا نتیجہ ایسا خاک ہوا کہ آیندہ اُس کی اس قسم کی پیشگوئیوں کا خاتمہ ہوگیا (جس کی تفصیل ہمارے مضمون "مرزا کو ہم نے کیوں چھوڑا" میں بصفحہ ۹۷ وغیرہ جلد ہذا ہوچکی ہے۔ اس پیشگوئی کے جھوٹی نکلنے اور اس سے

۶

نتیجہ مذکورہ ظاہر ہو جانیکے بعد ہمکو حاجت نہ تھی کہ ہم اس پیشگوئی کے متعلق قلم اُٹھاتے اور اس کا پورا
نہونا ثابت کر دکھاتے اگر ظہور اس نتیجہ کے بعد پراف قادیاں اس پیشگوئی کی سچائی کا دم نہ مارتا
اور اس کی سچائی بلمعہ دکھانے کے لئے اشتہارات ۳ و ۶ و ۷ جنوری و ۲۷ نومبر ۱۸۹۹ء
جاری نہ کرتا۔ مگر کمال افسوس ہے کہ اُس نے بڑی سرگرمی و عرق ریزی سے ان اشتہارات کو
مکرر چھپوا کر شائع کیا۔ اور اس پیشگوئی کے پورے ہونے کا دعوے کر کے مصرع مشہور ع
چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ کا مصداق بنکر دکھا دیا۔ اس پر بھی ہم نے صبر
و سکوت اختیار کیا۔ اور اس بیہودہ کارروائی پراف کو لغو و بے اثر سمجھا۔ اور اس وجہ سے
عرصہ تین سال (۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۱ء) تک اُن کا نوٹس نہ لیا۔ سال حال (۱۹۰۲ء) میں اسکے
اشتہار ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء کی صرف دو باتوں پر (۱) ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو گورنمنٹ سے زمین عطا
ہونا وہ ذلت ہے جس کی پیشگوئی اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۹ء میں ہوئی تھی (۲) مجسٹریٹ ضلع
گورداسپور نے ایڈیٹر اشاعۃ السنہ سے اقرار کرالیا تھا کہ وہ آئندہ پراف قادیان کو کافر نہ سمجھے
اور اپنے فتوے تکفیر کو منسوخ کر دے) رسالہ نمبر [illegible] صفحہ ۹۶ و ۱۰۰ میں مختصر ریمارک کیا تھا
کہ یہ باتیں محض دروغ بے فروغ ہیں۔

ان دنوں ہم نے ایک شخص کو اُسکے بدافعال و بیجا حرکات سے روکا۔ اور محض حسبۃً للہ و نصحاً
لخلق اللہ ٹوکا تو اُس نے ہماری نصیحت کے مقابلہ میں پراف کے اشتہارات جنوری ۱۸۹۹ء
کو دستاویز بنا کر ہم پر یہ اعتراض کیا کہ وہ زمین جو تم کو عطا ہوئی ہے وہ امام مہدی سے انکار
کرنے کے صلہ میں عطا ہوئی ہے۔ لہذا اس زمین کی آمدنی تمہارے لئے ناجائز ہے۔ اس شخص کا
یہ اعتراض بعینہ اس شخص کا سا اعتراض ہے جس کو کسی ناصح مشفق نے کہا تھا کہ بھائی تمہارے
ازار ٹخنے سے نیچے ہے۔ اور یہ شرعاً جائز نہیں تو اُس نے اُس کے جواب میں کہا کہ میاں تمہارے
باواجی کے نکاح پر جو کھانا کھلایا گیا تھا۔ اس میں نمک کہاں برابر تھا۔

اس شخص کے اس اعتراض سے ہم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ دنیا نافہم احمقوں سے خالی نہیں

بلکہ بقول بہلولؒ انا دنیا میں عقلمندوں کی نسبت احمق ہی زیادہ ہیں۔ شاید ان اشتہارات پر اففٹ قادیاں نے اور احمقوں کو بھی اس شبہ میں ڈال رکھا اور ان اشتہارات کے مضمون کو سچا بتا کر اس خاکسار کی نسبت بدگمان کر رکھا ہو۔ ان بدگمان احمقوں کی بدگمانی دور کرنے کو (نہ پراففٹ قادیاں سے بحث کا اکھاڑ جمانے کو) ہم ان اشتہارات کی غلط بیانیوں کو ظاہر کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پراففٹ قادیاں کی وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور سچی نہیں نکلی اس پیشگوئی کو سچا کرنے کے لئے جو اُس نے عمل کیا ہے اس میں مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے۔ اور جو کچھ اشتہارات ۲ و ۶ و ۷ جنوری و ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء میں اُس نے کہا ہے اس میں خاکسار پر اور علماء وقت پر اور مجسٹریٹ ضلع گورداسپورہ پر افترا کیا۔ اور بہتان باندھا ہے نہ اس عاجز نے کسی تصنیف یا اشتہار یا مجلس میں اصلی امام مہدی سے انکار کیا ہے۔ نہ اس انکار کے سبب علماء وقت نے میری نسبت کوئی فتوےٰ دیا ہے اور نہ اس انکار کا کوئی صلہ مجھے گورنمنٹ سے ملا ہے۔

غلط بیانی اشتہار ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء کے متعلق رسالہ نمبر ۴ جلد ہذا میں ریمارک ہوچکا ہے اشتہارات ۲ و ۶ و ۷ جنوری ۱۸۹۹ء کے غلط بیانیوں کا اظہار اس مضمون میں کیا جاتا ہے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

پس واضح ہو کہ پراففٹ قادیاں کی پیشگوئی ۲۱ نومبر ۱۸۹۹ء کا یہ مضمون تھا کہ فلاں فلاں اشخاص (اس خاکسار اور دو اشخاص دیگر ملا محمد بخش مینجر اخبار جعفر زٹلی۔ اور مولوی سید ابوالحسن تبتی) کو تیرہ مہینے میں ذلت کی مار ہوگی۔ جس کے معنے لغت عرب اور ہند کی شہادت اور پراففٹ صاحب کی قدیم بول چال و محاورہ اور عادت کے مطابق یہ سمجھی گئی۔ کہ اس عرصہ میں اس خاکسار اور دوسرے دو اشخاص پر عذاب آئیگا۔ جو قتل کو بھی شامل ہے۔ کیونکہ قرآن میں جہاں کہیں لفظ عذاب وارد ہے۔ اسکے معنے ترجمہ ہندی شاہ عبدالقادر صاحب اور ایک سیالکوٹی مرید قادیانی میں لفظ مار سے کی گئی ہے۔ اور لفظ مار یا عذاب سے قرآن میں بضمن قصہ فرعون آیت یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ میں قتل کے معنے مراد بنائے گئے ہیں۔ اور پراففٹ صاحب نے خود بھی یہ

بعض پیشگوئیوں میں اس عذاب سے مراد قتل بتائی ہے۔ اس وجہ سے خاکسار نے اس پیشگوئی سے قتل مراد سمجھ کر اپنی حفاظت کے لئے لائسنس ہتھیاروں کی درخواست کی تھی۔ پرافٹ کو جب اس امر کا علم ہوگیا اور اس معنے کی مراد سمجھے جانے کو اُس نے سُن لیا تو اُس نے بخوف عدالت معنے قتل کو ٹلانے کے لئے ذلت کی مار سے مراد یہ قرار دی۔ کہ جیسے ابو سعید محمد حسین کی کوشش سے اُن پر فتوے کفر لگایا گیا ہے۔ ایسا ہی اور اسی کی مانند اُس پر فتوے لگایا جانا اس پیشگوئی سے مراد ہے۔ مگر اُس نے غور فرما کر یہ تو نہ سوچا کہ اگر اس پیشگوئی میں عذاب سے اس قسم کی ذلت مراد ہے تو پھر یہ پیشگوئی دوسرے دو شخصوں (ملا محمد بخش منیجر اخبار جعفر زٹلی اور سید ابوالحسن تبتی) کے حق میں کیونکر پوری ہوگی۔

ان دونوں صاحبوں نے تو اس مضمون کا فتوے پرافٹ قادیاں کے حق میں جاری و مشتہر نہ کیا تھا۔ اور نہ ان دونوں کے حق میں پرافٹ قادیاں نے اس مضمون کا فتوے حاصل کر کے اس ذلت کا اُن کو محل بنایا ہے۔ و معہذا اس معنے ذلت کو پیدا کرنے کے لئے آپ نے خود کوشش کی اور اس قسم کا فتوے کفر حاصل کرنے سے آپ نے اپنا منہ نکال کر اپنے خیال میں مجھے مہدی کی آمد کا منکر قرار دیا۔ اور منکر مہدی کے حق میں ایک استفتا لکھ کر اپنے دو مخلص مریدوں ڈاکٹر اسماعیل خاں ملازم افریقہ۔ اور مرزا خدا بخش ملازم مالیر کوٹلہ کے ہاتھ میں دیا۔ اور اُن کو یہ سمجھایا کہ وہ علماء امرتسر۔ لاہور۔ دہلی کے پاس جاکر خود بدولت پرافٹ صاحب کا نام لے کر اور اُن کے اعتقاد کی حکایت و شکایت کر کے ان کو منکر مہدی بنا کر اُن کے حق میں فتوے حاصل کریں تاکہ اس فتوے کو آپ خاکسار پر جما دیں۔

ان مخلص مریدوں نے حسب ہدایت پیر ایسا ہی کیا۔ سب سے پہلے مفتی مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے پاس جاکر ڈاکٹر صاحب نے یہ بیان کیا کہ میں افریقہ سے آیا ہوں وہاں مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات آمد مہدی سے انکار وغیرہ پھیل گئے ہیں۔ میں ان لوگوں کی اصلاح و درستی خیال یا وہاں سے اُن کے اخراج کے لئے یہ استفتا پیش کرتا ہوں۔ آپ

اسکا جواب دیں۔ ایسا ہی اور علماء کے پاس بیان کیا۔ اور منکر مہدی پرافٹ کادیانی کو بنایا۔
اُن حضرات نے بھی مسئول عنہ ومحل استفتار اسی پرافٹ کو سمجھا۔ اور اُس پر فتوے کفر وغیرہ لگا دیا۔ جب ڈاکٹر اسماعیل خان وہ فتوے کُفر حاصل کرکے پرافٹ کے حضور میں پہونچے تو آپکی درگاہ میں اُن کی بڑی عزت وتحسین ہوئی۔ اور ان کی اس دہوکہ دہی پر صد آفرین کہی گئی۔ جس کے وقوع وثبوت پر رسالہ موسومہ بہ "مسلمانون کا حلفی بیان" شاہد ہے۔ جو اسلامیہ پریس لاہور میں چھپکر شائع ہوا ہے۔ جنھوں نے وہ رسالہ نہیں دیکھا وہ بارسال ٹکٹ ۲ روہ رسالہ خاکسار سے طلب کر سکتے ہیں۔ اور مولوی عبد الحق صاحب غزنوی وغیرہ علماء کے پاس ڈاکٹر اسمٰعیلخان کا بیان مذکور مولوی عبد الحق کے اشتہار اور اُنکے اور دیگر علماء کے جوابات استشہاد میں جو اِس مضمون میں منقول ہونگے نیز پایا جاتا ہے۔ اور یہ بات پرافٹ صاحب نے خود بھی اپنے اشتہار ۷ جنوری ۱۸۹۹ء میں شایع کردی ہے۔ کہ علماء اہل افتاء نے وہ فتوے خود بدولت قادیانی کے حق میں دیا ہے۔ خاکسار (ابو سعید محمد حسین) کے حق میں وہ فتوے نہیں دیا۔ اور کہا ہے اگر علماء اہل افتار کو یہ امر معلوم ہوتا کہ وہ استفتار ابوسعید محمد حسین کی نسبت کیا گیا ہے تو وہ ہرگز اُس کے حق میں فتوے نہ دیتے۔ یہہ بات اصل عبارت اشتہار ۷ جنوری ۱۸۹۹ء سے جو عنقریب منقول ہوگی ناظرین کو بخوبی ثابت ہوگی۔

اِس سے ناظرین کو یقین ہوسکتا ہے کہ پرافٹ کی پیشگوئی اس بناوٹی معنے سے بھی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ کسی مولوی نے وہ فتوے خاکسار کے حق میں نہیں دیا۔ اور اس عاجز کو منکر مہدی ٹھراکر کافر وغیرہ نہیں کہا۔ جو کچھ کہا وہ بحسب اعتراف خود پرافٹ صاحب کے اُن ہی کو کہا ہے اور اُن ہی کے حق میں (جو اعتقاد آمد مہدی موعود سے منکر ہونے کے برملا مدعی ہیں۔ اور اسپر فخر کرتے ہیں) فتوے دیا ہے۔

اور اگر بالفرض والتقدیر وہ علماء میری کلام میں آمد مہدی سے انکار پاتے اور اس وجہ سے مجھ پر وہ فتوے کُفر لگاتے تو پھر بھی چونکہ اس پیشگوئی کا پورا ہونا پرافٹ قادیان کی اپنی کوشش

وتدبیر سے ہوتا۔ اس لئے اس پیشگوئی کا ان بناوٹی معنے سے پورا ہونا ایسا ہوتا جیسا کہ ایک پیر کا اپنی پیشگوئیوں کو خود پورا کرنا یوں مشہور ہے۔ اور وہ رسالہ ردّ قادیانی تالیف مولوی عبدالحکیم صاحب دہرم کوٹی میں مسطور ہے کہ وہ اپنے مریدوں کو جو اُن کو نذر نیاز نہ دیتے تھے پیشگوئی سُناتے کہ اگر تم میری نذر نیاز نہ دوگے تو تمہارا مال چور یا ڈاکو لوٹ کرلے جائیں گے۔ اور پھر وہ اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے خود چوروں یا ڈاکوؤں کو جو اس کام کے لئے اُنھوں نے مقرر کر رکھے ہیں بھیجتے اور وہ اُن کا مال لوٹ کرلے آتے۔ پھر پیر صاحب فخر سے کہتے کہ تم نے میری پیشگوئی کا پورا ہونا دیکھ لیا۔ تم نے میری نیاز نہ دی تو تمہارا مال لوٹا گیا۔ جس کو کوئی شخص آسمانی پیشگوئی سمجھتا ہے اور نہ آسمانی طور پر اُسکے پورا ہونے کا یقین کرسکتا ہے۔ یہ تو اس پیشگوئی کے سچے نہ نکلنے کا بیان و وجہ ثبوت ہے۔ اب اس کے اشتہارات ثلثہ ۳ - ۶ - ۷ - جنوری ۱۸۹۹ء کے اقرارات وبہتانات کو بیان کیا جاتا ہے جنکو اپنی پیشگوئی کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اُس نے مشتہر کیا ہے۔

اشتہار [illegible] جنوری ۱۸۹۹ء میں پرافٹ قادیان [illegible] مولوی محمد حسین نے بدزبانی سے میری ذلت کی تھی اور میرا نام کافر۔ دجال۔ ملحد رکھا تھا۔ اور اوس نے فتوے کفر وغیرہ میری نسبت پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے لکھوایا × × × سو اب یہی فتوے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں بلکہ خود محمد حسین کے اُستاد نذیر حسین نے اُسکی نسبت دیدیا یعنے یہ کہ وہ کذاب اور دجال اور مفتری اور اہل سنت سے خارج ہے۔ اور اس فتوے کا باعث یہ ہوا کہ محمد حسین مذکور نے تمام علماء پر اپنا عقیدہ یہہ ظاہر کر رکھا تھا کہ وہ ان کی طرح اس مہدی کا منتظر ہے جو بنی فاطمہ میں سے خلیفہ ہوگا۔ اور کافروں سے لڑیگا۔ مسیح موعود اس کی مدد کے لئے اور اُس کی خونریزی کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کے لئے آسمان سے اُتریگا۔ اور اُس نے علماء کو یہہ بھی کہا تھا کہ پہلے مین نے غلطی سے ایسا خیال کیا تھا کہ مہدی کے آنے کی حدیثیں صحیح نہین ہیں۔ مگر اب میں نے اس قول سے رجوع کرلیا ہے۔ اور اب میں پختہ اعتقاد سے

جانتا ہوں کہ ایسا مہدی ضرور آئیگا۔ اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں سے لڑیگا۔ اُس کی تائید کے لئے عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ تا دونو ملکر کافروں کو مسلمان کریں یا مار ڈالیں یہ اعتقاد اُس وقت محمد حسین نے مولویوں میں جوش پھیلانے کے لئے ظاہر کیا تھا۔ جبکہ اُس نے میرے کافر ٹھرانے کے لئے ایک فتوے لکھا تھا۔ اور بیان کیا تھا کہ یہ شخص مہدی موعود کے آنے سے اور اُسکی لڑائیوں سے منکر ہے۔ لیکن جب اِن دنوں میں محمد حسین کو گورنمنٹ سے زمین لینے کی ضرورت پیش آئی تو اُس نے پوشیدہ طور پر ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انگریزی میں ایک فہرست شائع کی جس میں اُس نے گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتلایا کہ میں اس مہدی موعود کو نہیں مانتا جسکے مسلمان منتظر ہیں۔ اور وہ تمام حدیثیں جھوٹی ہیں جن میں اُس کے آنے کی خبر ہے۔ اور اس کی بدقسمتی سے اس انگریزی فہرست کی مسلمانوں کو اطلاع ہوگئی۔ اور لوگوں نے بڑا تعجب کیا کہ یہ کیسا منافق ہے کہ اپنی قوم کے آگے مہدی موعود کے آنے کے بارہ میں اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کو یہ سُناتا ہے کہ میں اس اعتقاد کا مخالف ہوں۔ تب میں نے اُس کے بارہ میں ایک استفتار لکھا اور فتوے لینے کے لئے پنجاب اور ہندوستان کے مولویون کے سامنے پیش کیا۔ تب مولویوں اور نذیر حسین اس کے اُستاد نے بھی وہ استفتار پڑھ کر اُسیطرح محمد حسین کو کافر اور دجّال ٹھرایا۔ جیسا کہ مجھے ٹھرایا تھا۔ اور اُسی طرح ذلت کے الفاظ اس کی نسبت لکھے جیسا کہ محمد حسین نے میری نسبت لکھے تھے۔ سو وہ اسی طرح ذلیل کیا گیا جیسا کہ اُس نے جھوٹے فتوؤں سے مجھے ذلیل کیا تھا۔ سو اس طرح یہ پیشگوئی پوری ہوگئی یہی بات الٹ پھیر کر اُسنے اشتہار ۲۰ جنوری میں لکھی ہے۔ اور اشتہار ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء کے شروع میں اس نے کہا ہے "اس بات سے تو ہم کو بہت خوشی ہوئی کہ مولوی نذیر حسین دہلوی اور عبد الجبّار غزنوی اور رشید احمد گنگوہی اور دوسرے علماء ان کے ہم مشربوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو جس نے مہدی خونی کے آنے کی نسبت حضور گورنمنٹ عالیہ میں اپنا انکار ظاہر کیا بوجہ اس کے اس عقیدہ کے اسکو کذاب او مفتری اور دجال اور کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اپنے فتوؤں میں لکھا اور اسطرح

اس کو ذلیل کر کے ہماری وہ پیشگوئی پوری کی جو اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کی گئی تھی اور نیز ان احادیث نبویہ کو بھی پورا کیا جو آخری زمانہ کے مولویوں کے بارے میں ہیں اور اپنے طریق عمل سے اُن کی صحت پر گواہی دیدی۔ مگر اس دوسری بات کے خیال کرنے سے ہمیں رنج بھی ہوا کہ اُن لوگوں کے یہ فتوے دیانت اور ایمانداری پر مبنی نہیں۔ بلکہ یہود کے علمار کی طرح اپنی نفسانی اغراض اور تعصبات اور کینہ وری پر مبنی ہیں چنانچہ اُن لوگوں کی یہی کارروائی اُنکے حالات باطنی پر کافی گواہ ہے جو ہمارے استفتاء مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء میں اُن سے ظہور میں آئی۔ ان سے یہ فتوے طلب کیا گیا تھا کہ اُس شخص کی نسبت آپ لوگ کیا فرماتے ہیں جو اُس مہدی کے آنے کا مُنکر ہو جسکی نسبت آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی خلیفہ ہوگا۔ اور بذریعہ لڑائیوں کے دین کو غالب کریگا۔ تو اُن مولویوں نے اپنے دلوں میں یہ خیال کر کے کہ ایسے اعتقاد کا پابند تو یہی شخص یعنے یہ عاجز (غلام احمد) ہے۔ محض شرارت کی راہ سے یہ تجویز کی۔ کہ آؤ اب بھی اس فتوے کے رو سے اُسکو کافر اور دجال اور مفتری قرار دیں۔ تب فی الفور یہ گندے اور پلید فتوے لکھ مارے۔ اور اگر اُن کو پہلے سے خبر ہوتی کہ یہ استفتاء شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کے لئے لکھا گیا ہے تو ہرگز یہ فتوے نہ دیتے۔

پھر اس اشتہار کے صفحہ ۴ میں کہا ہے "ہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ بلاشبہ سچا اور صحیح اعتقاد یہی ہے کہ ایسے مہدی کے آنے کی نسبت کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچتی۔ اور جس قدر صحاح ستہ میں حدیثیں لکھی گئی ہیں اُن میں سے کوئی بھی جرح سے خالی نہیں۔ اور اگر جاہل اور بیوقوف اور خائن اور نام کے مولوی جو دیانت اور ایمانداری اور راست گوئی سے خالی ہیں ایسی مجروح اور مردود حدیثوں کے رد کرنے والے اور ایسے مہدی کے مُنکر کی نسبت کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری ہونے کا فتوے دیں جیسا کہ نذیر حسین اور عبد الجبار اور رشید احمد اور عبد الحق وغیرہ نے فتوے دیا۔ تو یہ فتوے محض بد دیانتی کی راہ سے ہے"

پھر اُسکے صفحہ ۵ میں کہا ہے کہ اس فتوے لکھنے کے بعد یہ مولوی ابو سعید محمد حسین سے

نوٹ۔ ناظرین سطور زیر خط کو ملاحظہ کریں اسمیں پرانے قادیاں نے کیسا صریح اقرار کیا ہے کہ وہ فتوے اُسپر لگایا گیا ہے نہ خاکسار پر۔ ہ

۳

اِس اقرار لینے اور اُس کو مشتہر کرانے کے بغیر کہ وہ بھی اُسکی طرح آمد مہدی کا قائل ہے اُس کی ملاقات سے پرہیز نہ کریں گے تو وہ مولوی خود دجال اور نفرقہ انداز ہیں۔

خُلاصہ بیان اشتہارات پرافٹ قادیان

ان اشتہارات ثلثہ میں پرافٹ قادیان نے دو مختلف و باہم متناقض بہتان مجھ (خاکسار) پر قائم کئے ہیں۔ اور دو مختلف و متناقض بہتان علماء اہل افتاء پر قائم کئے ہیں۔ خاکسار پر (۱) **ایک بہتان** کہ یہ شخص دل سے ایسے مہدی کے آنے کا (جو انگریزوں وغیرہ سے لڑنے آئیگا) معتقد و قائل ہے۔ اور احادیث متعلقہ مہدی کو جو اُس نے اپنے رسائل میں ضعیف کہا ہے اُس سے رجوع کر چکا ہے۔ اور اس رجوع سے علماء وقت کو اطلاع دے چکا ہے۔ اور اس اعتقاد میں وہ تمام علماء وقت کا ہم عقیدہ و ہم خیال بلکہ اُنکا معلم و سرگروہ ہے۔ اور فہرست انگریزی مضامین اشاعۃ السنہ میں (جو ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو اُس نے خفیہ طور پر شائع کی ہے) گورنمنٹ کے سامنے اس اعتقاد سے انکار ظاہر کیا اس سے اس نے جھوٹ اور فریب اور نفاق کا اظہار کیا ہے۔ (۲) **دوسرا بہتان** اس کے برخلاف و متناقض یہ کہ یہ شخص دل سے مہدی موعود کے آنے سے منکر ہے۔ اور گورنمنٹ کے پاس اس انکار کے اظہار میں جو فہرست انگریزی مضامین اشاعۃ السنہ مطبوعہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں اس نے کیا ہے) وہ سچا ہے۔ اور گورنمنٹ کا سچا او مخلص فرمانبردار ہے۔ اُس کی اُس دلی انکار کی وجہ سے علماء وقت نے اُس کو مسلمانوں کے پاس جھوٹ بولنے والا اور منافق قرار دیکر اُسپر کفر کا فتوے لگا دیا ہے۔ **ایسے ہی علماء اہل افتاء** پر پرافٹ قادیاں نے دو مختلف و متناقض بہتان قائم کئے ہیں۔ **اوّل** یہ کہ اُنہوں نے اس شخص (خاکسار) کی فہرست مطبوعہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء پر اطلاع پائی تو اُس شخص کو منکر مہدی سمجھکر اُسپر فتوے کفر لگا دیا۔ اور اُس کی نسبت تعجب سے کہا۔ کہ یہ شخص منافق ہے۔ ہمارے سامنے مہدی کی آمد کا اعتقاد ظاہر کرتا رہا۔ اور ہم کو یہ عقیدہ سکھاتا رہا

اور در حقیقت یہ مہدی سے منکر ہے۔ اور گورنمنٹ کا خیر خواہ ہے۔ اور آجتک ہم کو دہوکھ دیتا رہا اور ہمارے ساتھ منافقانہ برتاؤ کرتا رہا۔

اس بہتان کے ساتھ اور اُسکے متعلق قادیانی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ فعل ان مولویوں کا گو عام لوگوں کے خیال میں دینداری کی وجہ سے ہو۔ مگر در حقیقت یہ انکی بیدینی ہے۔ کیونکہ مہدی موعود کی بابت جسقدر حدیثیں صحاح ستہ میں لکھی گئی ہیں اُن میں سے کوئی بھی صحت کو نہیں پہنچی۔ وہ سب کی سب جرح سے خالی نہیں۔ لہذا منکر مہدی کی نسبت ان کے یہ فتوے گندے اور ناپاک ہیں جو محض بے دیانتی کی راہ لکھے گئے ہیں۔

دوسرا بہتان۔ بہتان اول کے برخلاف علما راہل اقتدار پر یہ کہ ان مولویوں نے وہ گندے اور ناپاک فتوے محض بدنیتی سے لکھے ہیں۔ انہوں نے منکر مہدی مجھ (قادیانی) کو سمجھا۔ اور اگر وہ یہ سمجھتے کہ یہ فتوے ابوسعید محمد حسین کی نسبت اور اسکے حق میں پوچھا گیا ہے تو وہ ہرگز فتوے نہ دیتے۔ یہ خاکسار کے حق میں ان کا فتوے نہ دینے کی وجہیں (جو قادیانی نے بیان کی ہیں وہ بھی) آپس میں متناقض و مخالف ہیں۔

وجہ اول یہ کہ وہ سب مولوی بے دین اور منافق ہیں۔ اس وجہ سے مجھ (قادیانی) کو منکر مہدی سمجھ کر کافر و خارج از اسلام قرار دے چکے۔ مگر یہی بات (انکار اعتقاد آمد مہدی) وہ ابوسعید محمد حسین میں پاتے ہیں۔ تو اُسکو کافر و خارج اسلام نہیں سمجھتے۔ اور اس سے میل ملاقات ترک نہیں کرتے۔

دوسری وجہ اسکی متناقض یہ کہ وہ محمد حسین کو اعتقاد آمد مہدی کا منکر نہیں جانتے بلکہ اسکو اپنا ہم عقیدہ و ہم خیال اور اس اعتقاد کا معلم و سرگروہ جانتے ہیں۔ اور اس وجہ سے اس سے میل ملاقات رکھتے اور اس سے اجتناب نہیں کرتے۔

اِن افتراؤں اور بہتانوں کے جواب میں اس سے زیادہ کہنا اور اُسپر خارجی دلائل کی شہادت پیش کرنا ضروری نہیں۔ کہ قادیانی کے یہ افترا جو مجھ پر کئے ہیں۔ خواہ علما اہل اقتدار پر کئے ہیں

۱۴

متناقض و متخالف ہیں۔ ان میں سے ایک کو سچا اور صحیح مانا جائے تو اس سے دوسری کا جھوٹ و فراڈ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

مثلاً خاکسار کی نسبت جو اول بہتان باندھا گیا ہے کہ یہ شخص دل سے آمد مہدی مذکور کا قائل و معتقد ہے۔ اور اس وجہ سے علمار کا ہم خیال و سرگروہ مانا جاتا ہے۔ اور گورنمنٹ کے پاس آمد مہدی سے انکار کرنے میں گورنمنٹ کو دہوکھ و فریب دے رہا ہے۔ یہ سچ اور صحیح مانا جائے تو پھر اسکے مخالف دوسرا بہتان کہ وہ دل سے مہدی کا منکر ہے۔ اور اسوجہ سے علما نے اس کو کافر ٹھہرایا ہے صحیح نہیں ہوسکتا۔ اور اگر اس دوسرے بہتان کو صحیح اور سچا مانا جائے چنانچہ قادیانی نے اشتہار جنوری ۱۸۹۹ء میں اس کو یقینی سچ کہا ہے تو اس صورت میں پہلا بہتان کہ یہ شخص (خاکسار) دل سے مہدی کا معتقد ہے۔ اور انکار کرنے سے گورنمنٹ کو دہوکھ دے رہا ہے۔ صحیح نہیں ہوسکتا۔ بحکم عقل او بشہادت اعتراف قادیانی (جو اشتہار جنوری ۱۸۹۹ء میں اوسنے کیا ہے) مختلف و متناقض دو اعتقاد ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے۔ اور نیز علما اور دیگر اہل عقل ایک ہی شخص کو ایک امر کا منکر اور قائل ٹھہرا کر [illegible] اہل اسلام کا سرگروہ نہیں کہہ سکتے۔ اور ایک امر کے اقبال یا انکار میں راستباز بھی اور دہوکھ باز بھی نہیں ٹھہرا اگر میں علمار کے نزدیک آمد مہدی کے قایل اور انکا معلم اور سرگروہ ہوں تو پھر اُن کے نزدیک کافر نہیں ہوں۔ اور اگر اُن کے نزدیک اب منکر ٹھہر چکا اور اس اعتقاد کی تعلیم و اظہار سے اُن کو دہوکھ دیتا رہا ہوں تو پھر اُن کا ہمخیال و سرگروہ نہیں ہوں اور نیز اس صورت میں اِس انکار سے گورنمنٹ کو دہوکھ دینے والا اور منافق نہیں ہوں۔ بلکہ گورنمنٹ کے پاس سچ بولنے والا اور اس کا مخلص و وفادار ہوں۔ یہ بات محال اور بحکم عقل ناممکن ہے کہ میں عقیدہ آمد مہدی کے اقرار و اظہار میں سچا ہو کر علمار کا سرگروہ بھی بنا رہوں اور اسمیں جھوٹا ہو کر اُن کے نزدیک کافر بھی ہوں۔ ایسا ہی یہ ناممکن ہے کہ اس اعتقاد سے انکار کرنے میں گورنمنٹ کا سچا تابعدار و فادار بھی ہوں اور اسکو دہوکھ دینے والا اور منافق بھی ہوں۔

ایساہی جو پرافٹ قادیاں نے اہل افتار کی نسبت جو اوّل بہتان باندہا ہے کہ اُنہوں نے فہرست ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں اُس شخص (خاکسار) کا اعتقاد آمد مہدی سے انکار دیکھکر سابق اظہار اعتقاد آمد مہدی میں منافق قرار دیا۔ اور مجھ پر فتوے کفر لگایا صحیح اور سچا تسلیم کیا جائے تو پھر اُسکے برخلاف ان پر یہ دوسرا الزام صحیح نہیں ہے۔ کہ اُنہوں نے وہ فتوے اس شخص (خاکسار) پر نہیں لگایا۔ بلکہ قادیانی کو منکر سمجھ کر اُسپر فتوے لگایا ہے۔ اور اگر اس دوسرے بہتان کو صحیح اور سچا مان لیا جائے تو پھر پہلا بہتان کہ اُنہوں نے اس (خاکسار) پر فتوے کفر لگا دیا ہے صحیح نہیں ہوتا۔ یہ دو باتیں بھی عقلاً محال ہیں۔ اور جمع نہیں ہو سکتیں کہ ان علماء نے خاکسار پر فتوے کفر لگا بھی دیا ہے۔ اور نہ بھی لگایا ہو۔

ایسے ہی اس فتوے کے نہ لگانیکی دو توجیہیں باہم متناقض و متخالف ہیں۔ اگر اوّل وجہ صحیح تسلیم کی جائے کہ وہ علماء بددیانت و بیدین ہیں اس خاکسار کو منکر مہدی جانکر بھی بددیانتی سے فتوے کفر نہیں لگاتے تو اس سے دوسری وجہ غلط ثابت ہوتی ہے کہ وہ علماء اس خاکسار کو منکر مہدی نہیں جانتے۔ اِس وجہ سے وہ فتوے کفر نہیں لگاتے۔ اور اگر اس کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس سے پہلی وجہ ردّ ہو جاتی ہے۔

یہ اختلاف بیان پرافٹ قادیان اُس کے بہتان ہونے پر کافی دلیل ہے اور اُن پر خارجی شہادت کی کچھ ضرورت باقی نظر نہیں آتی۔ تاہم دلائل و شواہد خارجیہ سے اس کا بہتان ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

خاکسار نے ان علماء اہل افتار سے استفتا کیا کہ جو فتوے آپ لوگوں نے منکر مہدی کے حق میں دیا ہے کیا۔ وہ خاکسار کے حق میں دیا ہے۔ اور کیا خاکسار کی کسی کلام میں آپ نے آمد مہدی موعود سے انکار پایا ہے یا نہیں۔ تو اُنہوں نے صاف یہ جواب دیا اور فتوے لکھدیا کہ وہ فتوے ہم نے تمہارے حق میں نہیں دیا۔ کیونکہ تمہاری کسی کلام

۳۲۱

میں ہم نے آمد مہدی سے انکار نہیں پایا۔ بلکہ وہ فتوے قادیانی کے حق میں دیا ہے جسکے رسایل و تصنیفات میں جابجا آمد مہدی موعود سے صریح انکار پایا جاتا ہے۔

اس استفتا کے ساتھ میں نے اُن علماء سے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ کیا اس انکار کے برخلاف میں نے آپ لوگوں کے سامنے آمد مہدی کے اعتقاد کا اظہار و اقرار بھی کیا ہے تو اُس کے جواب میں بھی اُنہوں نے صاف فرمایا کہ تم نے آمد مہدی کے متعلق کبھی اعتقاد کا اظہار بھی ہمارے سامنے نہیں کیا۔ اور کہا کہ مہدی کے متعلق نفیاً یا اثباتاً ہمارے سامنے کبھی تم نے کہیں کچھ نہیں کہا۔ ذیل میں ان علماء کے جوابات بعینہ نقل کئے جاتے ہیں:—

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات علماء وقت سے استفسار و استشہاد

جن علماء نے اہلِ منکرِ مہدی موعود کی نسبت فتوے کفر وغیرہ لکھا ہے اُن سے استفسار ہے کہ اُنہوں نے اس فتوے کے لکھنے کے وقت منکر مہدی کس شخص کو سمجھا تھا۔ مرزا غلام احمد کو یا خاکسار مستفسر کو۔ یا کسی خاص شخص کو بھی نہیں سمجھا۔ صرف فرضی منکر زید عمر کے حق میں وہ فتوے دیا ہے۔ اگر اُنہوں نے مرزا غلام احمد کو سمجھا تھا تو اُسکی وجہ بیان کریں۔ اور اگر اس خاکسار کو سمجھا تھا تو فرماویں کہ اُنہوں نے مہدی موعود سے انکار میری زبان سے سُنا تھا۔ یا میری کسی تحریر میں پایا تھا۔ اور ایسی کونسی میری تحریر اُن کی نظر سے گذری تھی۔

اس استفسار کے مقابلہ میں اُن حضرات سے یہ بھی سوال ہے۔ کہ آیا میں نے اُن حضرات میں سے کسی صاحب کے پاس اس انکار کے برخلاف اس اعتقاد کا اظہار بھی کیا۔ اور اُن کو کہا تھا کہ مہدی موعود آئیگا اور وہ عیسائیوں وغیرہ کافروں سے لڑیگا

تم اس اعتقاد پر پختہ رہو - یا یہ اعتقاد لکھ کر ان کو دیا تھا - اور خاص کر مولوی احمد اللہ صاحب سرگروہ اہل حدیث و میونسپل کمشنر امرتسر سے سوال ہے کہ کیا میں نے آپکے روبرو کبھی یہ کہا ہے - کہ میں نے غلطی سے احادیث متعلقہ مہدی کو ضعیف کہا تھا - اب میں نے اُن سے رجوع کر لیا ہے - آپ حضرات ارکین دین اور اساطین ملت سیّد المرسلین ہیں - لہذا آپ صاحبوں کے سامنے ادائے شہادت کی ضرورت و وجوب کا بیان کرنا اور آیت ولا تکتموا الشّہادۃ پیش کرنا ضروری نہیں ہے -

المستفسر

ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنّۃ النبویّہ

الجواب

اس فتوے کی تصدیق کے وقت میں نے منکر مہدی مرزا غلام احمد کو سمجھا تھا کیونکہ سائل نے مرزا کو منکر بنایا تھا - مولوی محمد حسین صاحب کا مجھے خیال بھی نہیں گذرا تھا - میرے روبرو کبھی مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے نہیں کہا - کہ میں نے غلطی سے احادیث متعلقہ مہدی کو ضعیف کہا تھا - اب میں اُس سے رجوع کرتا ہوں -

ابو عبید احمد اللہ عفی عنہ

جواب استفسار دوم - ہم کو مولوی محمد حسین صاحب نے کبھی نہ زبانی کہا - اور نہ لکھکر دیا - کہ مہدی موعود عیسائیوں سے لڑنے کو آئے گا - تم اس بات پر پختہ رہو -

ابو عبید احمد اللہ عفی عنہ امرتسری

فتوے معہود کے بارے میں یہ بات ہے - کہ مستفتی نے ظاہر کیا تھا - کہ برہما کے

علاقہ میں ایک شخص مرزائی امام مہدی کے ظہور سے منکر ہے۔ میں وہاں نوکر ہوں اور
یہ بھی اُس نے کہا تھا کہ میں بھی پہلے معتقد مرزا تھا۔ اب میں قادیاں سے آیا ہوں
اُن سے بھی بیعت سے مسائل پوچھے۔ سو چونکہ اُس نے اکثر جواب برخلاف اہل اسلام
کے دیئے اِس لئے میں اب اُس کا منکر ہوں۔ نیز مولوی محمد حسین صاحب نے قبل از
تحریر فتوائے مہو کبھی میرے ساتھ دربارہ امام مہدی کوئی بات نہیں کی ہے۔ نہ اثباتاً
نہ نفیاً۔ اور باقی تعیین مصداق فتوائے میں سو یہ کچھ ضرور نہیں۔ فتوائے ہر ایک شخص
کے حق میں یہی ہوگا۔ کوئی ہو۔

عبد اللہ الغنی ابو محمد زبیر غلام رسول
الحنفی القاسمی عفی عنہ

فتوے مذکور نوشتہ مولوی عبد الحق نزد من مستفتی نہ آوردہ۔ بلکہ مستفتی ہمراست
شخصے بر مکان نزد احقر فرستادہ۔ زبانی شخص مذکور ہمیں شنیدم کہ قادیانی منکر مہدی
موعود است درحق او چہ فتوے است۔ لہذا با قلم حروف ہمراہ انکار مہدی انکار نزول
عیسےٰ علیہ السلام و خروج دجال ہم شامل نمود۔ تا کہ بیننده را واضح شود کہ فتوے
درحق قادیانی است کہ منکر ہر سہ قادیانی است لاغیرہ۔ بالفرض اگر غیر از مرزا کسے
دیگر منکر ایں سہ باشد۔ بروہم ہمیں فتوے است۔ کہ بر مرزا است۔ باقی مولوی
محمد حسین صاحب کا ہے نزد احقر نہ ذکر انکار مہدی موعود نمودہ و نہ اقرار آں۔

عبد الجبار بن عبد اللہ الغزنوی رضی اللہ عنہ

فتوے مذکور کے بارے میں میں نے مفصل اشتہار چھپوایا۔ درحقیقت مستفتی نے
مرزا سے سخت تبرا اور انکار ظاہر کیا۔ اور مرزا کو دجال اور دیگر سخت الفاظ سے ذکر
کرتا تھا۔ اور کہا کہ فقط مرزائیوں کے اخراج اور اہانت اور تسوید وجہ کے واسطے
یہ فتوے چاہتا ہوں۔ کہ مرزائیوں کو افریقہ سے نکال دوں۔ اور مولوی محمد حسین

کا نام بھی نہیں لیا۔ رہا مولوی محمد حسین سو اُس نے مہدی کے بارے میں اقراراً یا انکاراً ہمارے ساتھ تذکرہ نہیں کیا۔ اور نہ میں نے مخالف اہل سنت کے کوئی تحریر اُسکی دیکھی اور اگر بالفرض مرزا کے سوا کوئی اور مہدی کے آنے سے انکار ظاہر کرے تو ہمارا اُس پر بھی فتوے ہے۔ جو مرزا کے بارے میں لکھا گیا۔

حررہ عبد الحق غزنوی مباہل قادیانی

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی نسبت یہ فتوے نہیں لکھا گیا۔ اُنھوں نے میرے سامنے کبھی مہدی موعود کے آنے سے انکار نہیں کیا۔ اور نہ کوئی تحریر بھیجی ہے۔ جس میں اس اعتقاد کا اظہار ہو۔ کہ میں ایسے مہدی کے آنے کا معتقد ہوں جو عیسائیوں وغیرہ سے لڑنے کے لئے آئیگا۔ تم اس اعتقاد پر پختہ رہو۔ بلکہ مہدی کے بارہ میں کبھی نفیاً واثباتاً ذکر نہیں ہوا۔

فقیر غلام محمد بگوی عفا عنہ امام مسجد شاہی لاھور

حامداً ومصلیاً ومسلماً

بندہ کے پاس جو استفسار در باب مہدی موعود آیا تھا تو بندہ اس کو قطعاً مرزا قادیانی کے باب میں یقین کرتا تھا۔ اور اسی خیال پر اُسکا جواب لکھا گیا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے نہ کبھی میں نے زبان سے کچھ سُنا اور نہ کسی ان کی تحریر نہ کسی شخص کی تقریر سے انکار مہدی موعود کا معلوم ہوا۔ مگر ہاں جو شخص انکار مہدی موعود کا کرے اُسکے باب میں وہ ہی فتوے بندہ کا ہے جو مرزا کے باب میں۔ اور چونکہ مہدی موعود کا ہونا صحیح مسلم سے ہی ثابت ہے تو بندہ کو ہرگز گمان نہیں کہ مولوی محمد حسین نے اُس کا انکار کیا ہو فقط واللہ اعلم۔

کتبہ الاحقر بندہ رشید احمد گنگوھی عفی عنہ

کیا نیچریّت ۔ مرزائیت ۔ اور چکڑالویّت وغیرہ مذہب اہل حدیث کی شاخیں ہیں؟

(نمبر دوم)

اس مضمون کے پہلے نمبر میں ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مذاہب مذہب اہل حدیث کی شاخیں نہیں ۔ بلکہ یہ مذاہب پورانے بتدعین معتزلہ وغیرہ سے اخذ کئے گئے ہیں ۔ اور کچھ ملاحدہ یورپ سے ۔ اسپر یہ سوال ہوا تھا کہ سُنی حنفیوں میں ان مذاہب کا پھیل جانا ترک تقلید کا نتیجہ تو ضرور ہے ۔ اور مسئلہ ترک تقلید ہندوستان و پنجاب میں اہل حدیث ہی نے پھیلایا ہے اسکا جواب بھی مضمون نمبر اول میں ادا ہوا ۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مطلق تقلید کو ترک کرنیکا مسئلہ بھی یورپ ہی سے آیا ہے ۔ علماء اہل حدیث ہندوستان و پنجاب نے یہ مسئلہ کہیں نہیں فرمایا ۔ ان کی قلم و زبان صرف دو قسم کی تقلید (۱) تقلید بمقابلہ نص (آیت و حدیث) ۔ (۲) تقلید شخصی باعتقاد فرضیت کے ممانعت نکلی ہے ۔ اس دو قسم کی تقلید سے بچکر جس مذہب پر منجملہ مذاہب اربع کوئی چلے ان حضرات نے اُس سے منع نہیں کیا اس نمبر (۲) میں اس اجمال کی تفصیل کا وعدہ تھا جو پورا کیا جاتا ہے ۔

پس واضح ہو کہ جن حضرات نے ہندوستان میں عمل بالحدیث اور نص کے مقابلہ میں ترک تقلید کا بیج بویا ہے اُن میں سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ہیں ۔ آپنے مطلق تقلید کو بُرا نہیں کہا ۔ اور اس سے مطلقاً منع نہیں کیا ۔ بلکہ اُن ہی دو تقلیدوں (۱) تقلید بمقابلہ نص (۲) تقلید شخصی باعتقاد فرضیت کو برا کہا ہے ۔ اور مطلق تقلید کو واجب کہا ۔ اور تقلید محمود قرار دیا ہے ۔ آپ اپنے رسالہ عقد الجید میں فرماتے ہیں :-

اعلم ان تقليد المجتهد على وجهين
واجب وحرام فاحدهما ان يكون
من اتباع الرواية ولو دلالة تفصيله
ان الجاهل بالكتاب والسنة
لا يستطيع بنفسه التتبع ولا الاستنباط
فكان وظيفته ان يسئال فقيها ما
حكم رسول الله صلى الله عليه
وسلم فی مسئلة كذا وكذا فاذا
اخبر اتبعه سواء كان ماخوذا من
صريح نص او استنباط منه او
مقيسا على المنصوص فكل ذلك
راجع الى الرواية عنه صلى الله
عليه وسلم ولو دلالة وهذا قد
اتفقت الامة على صحته قرنا بعد
قرن بل الامم كلها اتفقت على
مثله فی شرائعهم وامارة هذا
التقليد ان يكون عمله بقول المجتهد
كالمشروط بكونه موافقا للسنة
فلا يزال متفحصا من السنة بقدر
الامكان فمتى ظهر حديث يخالف
قوله نبذه واخذ بالحديث واليه

جان لو کہ تقلید کی دو صورتیں ہیں۔ ایک
صورت میں تقلید واجب دوسری صورت
میں حرام ہے۔ واجبی صورت یہ ہے کہ
تقلید اس نیت سے ہو کہ جو امر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور روایت پہنچا ہو
اس کی پیروی کیجائے۔ اس کی تفصیل یہ ہے
کہ جو شخص کتاب اللہ اور حدیث کا علم نہ رکھتا
ہو اس کو یہ طاقت نہیں ہوتی کہ وہ بذاتِ
خود کسی مسئلہ کو کتاب اللہ اور حدیث سے
تلاش کرے اس کا تو یہی کام ہوتا ہے۔
کہ وہ کسی سمجھدار عالم سے سوال کرے۔ کہ
فلاں مسئلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا کیا حکم ہے۔ پھر جب اسکو خبر ملے تو وہ
اس کی پیروی کرے۔ خواہ وہ مسئلہ صریح
آیت وحدیث سے لیا گیا ہو خواہ اجتہاد کے
ساتھ اسے نکالا گیا ہو۔ خواہ صریح حکم پر
اسکا قیاس کیا گیا ہو۔ ان سبھی اقسام کے
مسائل درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے روائت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ایسی
تقلید کے جائز ہونے پر تمام امت محمدیہ کا
اتفاق ہو چکا ہے۔ بلکہ پچھلی امتیں بھی اپنی

اشار الائمة قال الشافعی اذا صح الحدیث فاعملوا به واضربوا کلامی الحائط وقال مالك ما من احد الا وماخوذ من کلامه ویرد علیه هو الا رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال ابو حنیفة رح لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی وقال لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا غیره وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنة

...... والوجه الثانی ......

ان یظن بفقیه انه بلغ الغایة القصوی فلا یمکن ان یخطئ فمهما بلغه حدیث صحیح صریح یخالف مقالته لم یترکه او ظن انه لما قلده کلفه الله بمقالته وکان کالسفیه المحجور علیه فان بلغه حدیث واستیقن بصحته لم یقبله لکون ذمته مشغولة بالتقلید فهذا اعتقاد فاسد وقول کاسد لیس له شاهد من النقل والعقل وما کان احد من القرون السابقة یفعل ذلك وقد

شریعتوں میں ایسی تقلید کے جائز ہونے پر متفق رہی ہیں اس تقلید کی علامت یہ ہے کہ مقلد کا عمل کسی مجتہد کے قول پر اس شرط سے مشروط کیا گیا ہو کہ وہ قول حدیث کے موافق ہو اور وہ اس خیال سے حتے الامکان حدیث کی تلاش میں لگا رہے پھر جب اسکو کوئی حدیث اس قول کے مخالف معلوم ہو تو وہ اس قول کو چھوڑ دے اور حدیث کو لے لے اسی طرف آئمہ مجتہدین اشارہ کر گئے ہیں امام شافعی نے فرمایا ہے جب میرے قول کے برخلاف کوئی حدیث تم کو صحیح معلوم ہو تو حدیث پر عمل کرو اور میرے قول کو دیوار سے دے مارو۔ اور امام مالک نے فرمایا ہے کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنی کلام (مخالف نص) کے سبب ماخوذ نہ ہو۔ اور وہ کلام اسکی طرف پھیرا نہ جائے بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے (کہ نہ تو انپر مواخذہ ہے اور نہ انکی کلام کو پھیرا جاتا ہے) اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے قول کی دلیل قرآن و حدیث سے نہ جانے اسکو لائق نہیں کہ اس قول کیمطابق فتوے دے اور آپنے فرمایا نہ تو بے دلیل میرے قول کو مانو نہ امام مالک کے قول کو نہ کسی اور امام کے قول کو اور احکام شرعی

كذب في ظنه من ليس بمعصوم من الخطاء معصوما حقيقة او معصوما في حق العمل بقوله وفي ظنه ان الله تعالى كلفه بقوله وان ذمته مشغولة بتقليده وفي مثله نزل قوله تعالى وانا على آثارهم مقتدون وهل كان تحريفات الملل السابقة الا من هذا الوجه (عقد الجيد)

وہاں سے لو جہاں سے ائمہ نے لئے ہیں یعنے کتاب اللہ و سنت سے (آپکا یہ قول اُس شخص کے حق اور خطاب میں ہے جو کتاب و سنت میں نظر رکھتا ہو اور وہ فتوے دینے کے لائق ہو) **دوسری** صورت جسمیں تقلید حرام ہے یہ ہے کہ کسی مجتہد کے حق میں یہ گمان کر لیا جائے کہ وہ اجتہاد میں ایسے نہائت درجہ کو پہنچ گیا ہے کہ پھر اس سے خطا کا سر زد ہونا ممکن ہے پھر ایسے خیال والے شخص کو کوئی صریح اور صحیح حدیث بھی پہنچ جائے جو قول اس مجتہد کے مخالف ہو تو وہ اُس قول کو نہ چھوڑے یا وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ جب اُس شخص نے اس امام کی تقلید کی تو پھر وہ خدا کیطرف سے فرض ہو گئی اور وہ شخص اس مجتہد کی تقلید میں ایسا ہو گیا جیسے کوئی بیوقوف اپنے خداداد مال میں تصرف کرنے سے بحکم قاضی روکا جاتا ہے پھر ایسے اعتقاد والے کو کوئی حدیث پہنچتی ہے تو وہ [illegible] نہیں کرتا یہ اعتقاد اُس شخص کا فاسد ہے اور اُسکا قول کھوٹا ہے اسپر نہ نقل (کتاب و سنت) سے شہادت پائی جاتی ہے نہ عقل سے اُسنے ایک مجتہد غیر معصوم کو معصوم سمجھنے سے جھوٹا گمان کیا ہے اور اپنے آپ پر اُسکی تقلید فرض ٹھہرانے میں بھی وہ جھوٹا ہوا ایسے ہی لوگوں کے حق میں یہ آیت قرآن نازل ہوئی ہے جسکا یہ ترجمہ ہے کہ ہمنے اپنے بزرگوں کو جس خیال پر پایا ہے ہم اُسی خیال کے پیچھے چلینگے پہلے دینوں (یہودیت و نصرانیت) میں جو تحریف ہوئی ہے اسی اعتقاد سے ہوئی ہے۔ ایسا ہی آپنے کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرمایا ہے اُسمیں دوسری صورت تقلید ناجائز کو بیان کر کے آپ فرماتے ہیں۔

فانهم اتفقوا على جواز تقليد المجتهدين مع العلم بان المجتهد يخطي ويصيب مع الاستشراف لنص النبي صلعم في المسئلة والعزم على انه اذا ظهر حديث صحيح خلاف ما قلد فيه ترك التقليد واتبع الحديث (حجۃ اللہ البالغہ)

کہ تقلید مجتہدین کی جائز ہونے پر اتفاق ہے اس شرط و اعتقاد کے ساتھ کہ مجتہد سے خطا بھی ہوتی ہے اور وہ درست اور ٹھیک بات بھی فرماتے ہیں اور اس شرط کے ساتھ کہ حدیث نبوی کی تاک جھانک میں لگے رہیں اور اس نیت و عزم کے ساتھ کہ جب اس مسئلہ کے برخلاف جسمیں تقلید کر چکے ہوں حدیث صحیح ظاہر و ثابت ہو گی اس مسئلہ کو چھوڑ دینگے۔ اور حدیث صحیح کی پیروی کرینگے *

(باقی آئندہ)

میری وصیت سے میرے بعض وارثوں کی ناخوشی

اور اُس کا نتیجہ اُن کی محرومی

میں نے صرف اپنی اولاد کی خیر خواہی اور محض حق تعالےٰ کی رضا جوئی کی نیت سے اپنی وصیت رسالہ نمبر ا جلد ۱۹ میں مشتہر کی تھی جس میں میری اولاد کی سراسر بہبودی پائی جاتی ہے۔ مگر افسوس اس وصیت کو میرے بعض انگریزی خوان و قانون دان وارثوں نے غلط فہمی اور ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے قبول نہ کیا۔ اور میرے بعض لڑکوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ اُنہوں نے اس وصیت کے متعلق چند سوالات و اعتراضات ایک ہندو بیرسٹر ایڈوکیٹ چیف کورٹ پنجاب کے واسطے ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو میرے پاس بھجوا دیئے۔ میں نے اسی روز ان سوالات و اعتراضات کے جوابات قلمبند کر کے ان کی طرف روانہ کئے۔ جن کا ماحصل یہ ہے۔ کہ تمہارے جملہ سوالات و اعتراضات غلط فہمی اور [illegible] وجہ سے اس وصیت کو منسوخ کر دیا جائے۔ تم لوگ ان سوالات و اعتراضات کو واپس لیکر اس وصیت کو منظور نہ کرو گے تو میں قانوناً و شرعاً جائز طور پر ایک حصہ جایداد اپنی حین حیات میں تعلیم دینے کے لئے کسی غیر کو ہبہ یا وقف اغیار کر دوں گا۔ اور یہ امر تمہاری محرومی کا موجب ہوگا میری وصیت تمہارے نزدیک جائز نہیں تو کیا ہبہ اعیان و وقف اغیار بھی جائز نہیں ہے میری وصیت کی رو سے تو تم ہی میری جائداد کے کل منافع کے مالک و مستحق رہو گے تم لوگوں کے خرچ سے کچھ بچے گا تو غیر کو ملے گا۔ اور اگر میں نے کوئی حصہ جائداد کا بذریعہ ہبہ یا وقف غیر کو دے دیا تو اُس حصہ سے تو تم خواہ مخواہ محروم ہو جاؤ گے۔

میری اس ہدایت و نصیحت کو اُن لوگوں نے ان کر اُس وصیت کے مضمون سے اتفاق کر لیا۔ تو پھر میں گورنمنٹ میں اس امر کی تحریک کرونگا۔ کہ مسئلہ وقف علے

"اَلْاَوْلَادِ وَالْاَقَارِبْ" (جو اسلامی کتب فقہ میں موجود ہے) کے مطابق قانون پاس کیا جائے۔ تا کہ مسلمانوں کی جائدادیں نالایق اولاد کی دستبرد اور تباہی سے بچ جاویں۔ میں نے اوّلاً یہ چاہا تھا کہ ان لوگوں کے سوالات و اعتراضات اور اُن کے جوابات رسالہ میں مشتہر کردوں۔ مگر آخر یہ خیال آیا کہ وہ سوالات اعتراضات تو محض لچر و پوچ و فضول و نامعقول ہیں۔ اُن کی اشاعت فضول ہے۔ اور اُن کے جوابات کی اشاعت بھی ویسی عبث ہوگی۔ لہٰذا ان سوالات و اعتراضات کی اشاعت کو ملتوی کر کے اُس کا ماحصل مشتہر کیا گیا ہے۔ و معہٰذا اصل وصیّت کو دوبارہ شائع کر کے اِس کے بعض الفاظ و فقرات کی (جنکے معنے سمجھنے میں اُن لوگوں نے غلطی کی ہے۔) مزید تشریح بین القوسین (بریکٹوں یا خطوط وحدانی میں) کی جاتی ہے۔ اُن تشریحات کو پڑھ کر امید ہے اُن لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ اور وہ اپنے سوالات و اعتراضات کو واپس لے کر مضمون وصیّت سے اتفاق کرینگے۔ اور اگر اُنہوں نے پھر بھی اپنی غلطی کو [illegible] اعتراضات و سوالات کی [illegible] تو پھر بجبوری اصل جوابات کو رسالہ میں شایع کر دیا جائیگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

نقل وصیّت خاکسار ابو سعید محمد حسین

وَصَّى اللّٰهُ وَوَصَّتْ رُسُلُهُ فَلِذَا

خدا تعالےٰ نے وصیّت کی اور اُس کے رسولوں نے بھی کی

كَانَ التَّأَسِّي بِهِمْ مِنْ أَفْضَلِ الْعَمَلِ

اس امر میں اُن کی پیروی افضل اعمال سے ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مروی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حق امرءٍ مسلمٍ لہ شیئٌ یوصی فیہ یبیت لیتین الا ووصیتہ مکتوبۃ عندہ متفق علیہ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۷)

ہے کہ کسی مسلمان کا جس کے پاس وصیت کے لائق مال ہو۔ یہ حق (کام) نہیں کہ دو شب بسر کرے بجز اُس حالت کے کہ اُس کی وصیت لکھی ہوئی اُس کے پاس ہو۔ *

اس وصیت نبوی کے مطابق یہ خاکسار ہمیشہ اپنی وصیت کو کاغذات اور بیاضوں میں لکھ رکھتا ہے۔ مگر اب خیال آیا ہے کہ حیات مستعار کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور متفرق کاغذ اور بیاض اکثر متعلقین کی نظر سے نہیں گذرتے۔ لہذا مناسب سمجھا کہ میں اپنی وصیت کو اپنے رسالے میں مشتہر کروں جو عام اہل اسلام کے ملاحظہ سے گذرتا ہے۔ اور اس کی تعمیل پر ہر ایک مسلمان باغیرت و دیندار میرے وارثوں کو مجبور کر سکتا ہے۔ اگر کوئی وارث اس سے انحراف کرے تو اس تعمیل کے واسطے گورنمنٹ کا حکم ایک قوی و موثر سبب موجود ہے۔

میرے انتقال کے بعد اگر کچھ جائداد منقولہ میرے ترکہ میں رہے تو وہ بعد ادائے دَین (جو میرے ذمہ ہو۔ اور وہ میرے کاغذات و رجسٹروں میں موجود ہو یا میرے قرضخواہوں کی دست آویزات بھی کھاتہ یا میری دستخطی رقعات میں پایا جائے) مطابق حکم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بطور وراثت تقسیم کیا جائے۔ (اس وقت جو میرے ذمہ قرض ہے وہ میری جائداد منقولہ سے کم ہے) اور جو جائداد غیر منقولہ اس وقت تک میرے قبض و تصرف میں ہے وہ بطور وراثت تقسیم نہ ہو۔ بلکہ وہ میری اولاد اور (ان) متعلقین پر جنکا نفقہ میرے ذمہ واجب ہو وقف[1] ہو۔ اس میں

[1] اس وقف کو کتب فقہ میں وقف علے الاولاد والاقارب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ * اسباب میں ایک مفصل مضمون اس غرض سے لکھا جائیگا کہ اُسکے مطابق

([illegible])

8

نہ کسی وارث کو بیع کا اختیار ہو نہ رہن کا نہ ہبہ کا۔ بلکہ سکونتی مکانات میں صرف اُن کو سکونت کا اختیار رہے اور اراضی کی آمدنی سے بقدر گذارہ خرچ لینے کا استحقاق رہے (خرچ کی تفصیل و تشریح میں اپنی اور اپنی اولاد کے موجودہ حالت اور طرز گذران کے اندازہ اور نظر سے ایک مفصل تحریر کروں گا۔ مثلاً لڑکوں کو سالانہ خرچ خوراک و پوشاک اسقدر ملے۔ اور لڑکیوں کو اس قدر اور دو نو بیویوں کو اِس قدر اور خرچ بیاہ شادی اولاد اس قدر اولاد لایق تعلیم کا خرچ تعلیم اس قدر و علے ہذاالقیاس۔ اور سرکار میں اس کی رجسٹری کرا دوں گا) اور جو اُن کے اخراجات سے بچ رہے وہ کسی مدرسہ اسلامیہ میں یا صرف تعلیم دین کے لئے دیا جائے (اور اگر (خدانخواستہ باشد) میرے وارثوں سے کوئی نہ رہے تو میری جائداد کی کُل آمدنی وقف تعلیم دینی ہو۔)

سکونتی مکان میری اپنی خداداد زر سے خریدے ہوئے۔ (نہ وراثت جدی سے پہنچے[1] ہوئے) تین ہیں۔ ایک حویلی قدیم۔ دوسرا دیوانخانہ۔ تیسرا مکان منہدم جسکا صرف ملبہ (خشت و چوب) مع افتادہ زمین باقی ہے۔

حویلی اور دیوان خانہ میرے و نو عیال کی سکونت کے واسطے وقف ہو۔ دیوانخانہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۵۔ گورنمنٹ قانون پاس کرے۔ وہ قانون پاس ہوگیا تو بہت سے مسلمان اپنی جائداد کو حفاظت و قیام کی نظر سے اپنی اولاد کے لئے وقف کرینگے۔ سر سید نے اس قسم کا ایک بل تجویز کرکے اسکا مسودہ مشتہر کیا تھا مگر اُسمیں شروط مخالف شرع لگا کر اُسکو ناجائز کر دیا۔ اور سب سے پہلے اُسکا خلاف اشاعۃ السنہ نے کیا۔ اور وہ مسودہ سر سید کا ناپسند ہوا۔

ہمارا مضمون انشاءاللہ تعالےٰ عام مسلمانوں میں پسند ہوگا۔ اور گورنمنٹ سے امید ہے۔ کہ وہ اُسکے مطابق قانون پاس کرے گی۔

[1] دراصل وہ مکانات جدی ہیں۔ مگر مجھے وراثت میں نہیں پہنچے۔ بلکہ کچھ تو میری والد مرحوم سے بذریعہ ہبہ بالعوض (جو شرعاً بیع کے حکم میں ہے) مجھے عطا ہوئے اور کچھ میں نے دیگر وارثوں سے خریدے۔

میں والدہ حافظ عبد الشکور و ابو اسحٰق و عبد الباسط وغیرہم (معہ اپنی اولاد) سکونت کرے۔ حویلی قدیم میں والدہ عبد السلام و عبد الرشید و محمد اطہر و احمد حسین و عبد النور وغیرہم (اپنی اولاد کے ساتھ) رہے۔ منہدم مکان کو میری زندگی ہی میں اُسکا ملبہ خشت و چوب کو اپنے تصرف میں لاکر میری بیٹی امۃ السلام جو صاحب اولاد ہے۔ اور وہ اُس مکان کی درخواست کرتی ہے) اپنے خرچ سے تعمیر کرلے۔ یہ یہ مکان اس کے واسطے اور اس کی اولاد کے لئے وقف رہے۔ پھر کسی وارث کا حق نہ ہوگا کہ وہ اُس مکان سے اس کو بے دخل کرے۔ یا سکونت میں اُس کی مزاحمت یا مشارکت چاہے۔ ہاں وہ اپنی رضامندی سے جس کو چاہے ساتھ رکھے۔

اراضی جو خدا تعالےٰ نے گورنمنٹ سے مجھے دلوائی ہے۔ چار مربع ہے۔ ازانجملہ دو مربعوں کی کاشت زمین و انتظام کا اختیار حافظ عبد الشکور۔ اور اُسکے بھائیوں کے سپرد رہے۔ اور دو مربعوں کی کاشت زمین و انتظام کا اختیار عبد الرشید اور اُس کے بھائیوں کے سپرد رہے۔ اس انتظام میں کوئی ایک فریق دوسرے فریق کی مزاحمت نہ کرے۔ ہاں بتراضی طرفین جو چاہے دوسرے کا شریک رہے۔ (آمد و خرچ چاروں مربعوں کا کھاتہ ایک جگہ رہے۔ اور فریقین کے اشخاص کو اپنے ہم جنس سے ساوی طور پر گذارہ لینے کا حق رہے۔)

اس دخل و اختیار و استحقاق گزارہ کے لئے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ پھری نرینہ اولاد نماز و روزہ وغیرہ احکام دین کی پابند اور دین کے خادم رہیں۔ اور علم دین کم سے کم قرآن و حدیث پڑھیں پڑھائیں۔ اور سرکاری یا غیر سرکاری ملازمت اختیار نہ کریں جس میں پڑھنا پڑھانا اُن سے چھوٹ جائے۔ ہاں جو شخص شغل تعلیم کے ساتھ ملازمت بھی کرے۔ اور وہ اپنی تنخواہ کو آمدنی زمین میں شامل کردے تو وہ دوسروں کے ساتھ مساوی حق رکھے گا۔ جو شخص اس شرط کا

خلاف کرے گا ۔ اس کا کوئی استحقاق نہ ہوگا ۔ کہ وہ اس کے انتظام میں دخل دے ۔ یا اُس سے گزارہ لے ۔ (اس امر کی تحقیق و تصفیہ کے لئے کہ اُنہوں نے شرط کو پورا کیا ہے یا نہیں ۔ ایک جماعت ناظرِ وقف مقرر ہوگی ۔ وہی جماعت قدر فاضل کو تعلیم دینے میں صرف کرنے کا استحقاق رکھے گی ۔) میری اس وصیت میں میرے کسی وارث کو کوئی شرعی یا قانونی عذر ہو تو وہ اُس کو بذریعہ تحریر ظاہر کرے خواہ اس تحریر کو کسی اخبار میں چھپوا دے ۔ یا میرے پاس بھیجدے ۔ تا کہ میں اس کو رسالہ میں مشتہر کر کے اس کا جواب دوں ۔ اور اگر کسی نے کوئی عذر نہ کیا تو اُس کے سکوت کو اُس کی رضا سمجھا جائیگا ۔ اور بحکم حدیث نبوی اُس کی رضامندی سے اِس وصیت کو جائز تصور کیا جائے گا ۔ وہ حدیث یہ ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتجوز وصیۃ لوارث الّا ان یّشاء الورثۃ یعنے وصیت کسی وارث کے لئے جائز نہیں ۔ ہاں اس صورت میں جائز ہے کہ باقی ورثہ اس کو مان لیں ۔

(ابو سعید محمد حسین)

یونیورسٹی کمیشن کی رپورٹ پر اسلامی عام رائے

یونیورسٹی کمیشن کی رپورٹ حسب معمول قدیم دفتر اشاعۃ السنہ میں بھی پہونچی ۔ اس رپورٹ کا ترجمہ بہت سے اخبارات میں شایع ہو چکا ہے ۔ اس لئے اب ہم اس کی اشاعت کی ضرورت نہیں دیکھتے ۔ اور نہ اس کے تجاویز اور سفارشوں کی نسبت اظہار رائے کی ضرورت دیکھتے ہیں ۔ کیونکہ وہ بھی اکثر اخباروں میں ظاہر ہو چکی ہے ۔ ہم صرف کمیشن کی اس تجویز کی نسبت کہ پنجاب یونیورسٹی میں مشرقی علوم کی ڈگریاں حاصل کرنیوالوں کے لئے انگریزی تعلیم کو لازم کر دیا جاوے ۔ اسلامی عام رائے ظاہر کرتی ہیں ۔ جو ہمارا خاص منصبی

فرض ہے۔ اور وہ رائے کسی اور اخبار میں ہماری نظر سے نہیں گذری:۔

اور وہ یہہ ہے

کہ اُدھر تو کمیشن نے سنڈیکیٹ کی جانب سے فیس کا بہت زیادہ مقرر ہونا۔ اور دوسرے درجے کے کالجوں کا بند ہو جانا تجویز کرکے عام مسلمانوں پر جن میں اکثر کم استطاعت ہیں اعلےٰ تعلیم کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ جس پر مسلمانوں کی پبلک خصوصًا بنگال میں بہت واویلا مچگیا ہے۔ اور محمڈن ڈیفنس ایسوسی ایشن کلکتہ نے ایک مجمع عام میں اظہار ناراضی کیا۔ اور ادھر پنجاب یونیورسٹی کے اورنٹیل برانچ میں انگریزی دانی کو لازمی ٹھہرا کر ان مسلمانوں کو جو کسی مجبوری کی وجہ سے انگریزی حاصل نہیں کر سکتے۔ اور مشرقی علوم میں ترقی کے خواہاں ہیں۔ اور ان میں وہ مسلمان اور غیر مسلم رؤسا و اعیان پنجاب بھی داخل ہیں۔ جنھوں نے ہزارہا روپیہ مشرقی علوم کی ترقی و اعزاز کے لئے عطا کیا ہے [illegible] مسلمانوں پر یہ مضمون صادق آویگا۔ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم + نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے +

اس نتیجہ ناراضگی عام اہل اسلام) سے نظر اُٹھا کر انگریزی کو لازمی کر دینے کی شرط کو نظر غور و تعمق سے دیکھا جائے تو بھی یہ شرط عبث و فضول نظر آتی ہے۔ کیونکہ یہ شرط تحصیل حاصل ہے۔

جو لوگ اورنٹیل کالج میں پڑھکر کوئی علمی ڈگری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر انکی غرض اس ڈگری حاصل کرنے سے سرکاری ملازمت ہوتی ہے تو وہ خوب یقین رکھتے اور ایمان لاچکے ہیں کہ سرکاری ملازمت انگریزی پڑھنے کے سوا ناممکن ہے۔ اس یقین و ایمان کے تقاضے سے وہ انگریزی پڑھنے کو ایسا فرض جانتے ہیں کہ اگر گورنمنٹ اورنٹیل کالج میں انگریزی پڑھنے کی ممانعت بھی کر دی تو وہ اس کالج کو چھوڑ دینگے۔ یا کالج میں رہکر خارجی سکولوں اور پرائیویٹ وسائل سے انگریزی پڑھ کر اسکا امتحان دینگے۔ گو سب کو سرکاری ملازمت ملنا ایک خام خیال اور سودائے محال ہے۔ گورنمنٹ بآواز بلند کہہ رہی ہے اور گورنر جنرلوں اور لفٹنٹ گورنروں سے درباروں میں بارہا یہ آواز سُنی گئی ہے کہ تعلیم انگریزی ملک میں شائستگی پھیلانیکی غرض سے ہے نہ سرکاری ملازمت دینے کے وعدے سے اور یہ بات تجربہ میں

بھی آچکی ہے سدراس اور بنگال میں گریجوایٹ (تعلیم یافتہ) دربدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور نوکری نہیں ملتی ڈاکٹر لیٹنر بانی اورینٹل کالج کلکتہ میں پہنچے تو انکو سٹیشن پر بوجھہ اُٹھانے کے طالب دو قلی ملے ایک گریجوایٹ (ایم اے یا بی اے) دوسرا انٹرنس پڑھا ڈاکٹر لیٹنر نے اپنا بوجھہ دینے کے لئے اسی کو پسند کیا جو انٹرنس پڑھا تھا انہی کا یہ بیان ہے کہ ایک ایم اے یا بی اے کو بازار میں دو یا سلائی بیچتے دیکھا پنجاب میں ہنوز انگریزی خوانوں کی یہ کثرت نہیں ہوئی اسیواسطے انگریزی خوانی کا عشق جوبن پر ہے مگر تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے مڈل اور انٹرنس پاس شدہ نوکری کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں بعض چٹھی رسانی کے طالب ہیں اور وہ بھی نہیں ملتی اور نوکری کی یہ حالت ہے اُدہر انہی کا اپنا آباؤ اجداد کا کام دوکانداری کاشتکاری و حرفت وغیرہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کوٹ پتلون اور انگریزی بوٹ اور کرٹ اور انگریزی طرز معاشرت ان کو ان آبائی کاموں اور پیشوں سے مانع ہو رہا ہے ان کے حال پر یہ مثل خوب صادق آرہی ہے ع دو نو دین سے گئے پانڈے نہ حلوا نہ مانڈے۔ پس ایسی حالت میں اور انگریزی کے ایسے دلدادہ اور فدائی اشخاص کے لئے انگریزی کو لازمی کرنا ایک امر حاصل کی تحصیل عبث نہیں تو اور کیا ہے۔ اور جو لوگ اورینٹل شاخوں کی ڈگریاں حاصل کرنے سے سرکاری ملازمت کی غرض [illegible] تعلیم سے قومی یا دینی فوائد مدنظر رکھتے ہیں انکے لئے انگریزی کو لازمی کر دینا انصاف کا اور انکے مقاصد کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے گورنمنٹ سے التجا و امید ہے کہ وہ اورینٹل کالج کے متعلمین کو انگریزی دانی کی شرط سے بری رکھے تعلیم سے جو گورنمنٹ کا مقصود ہے (یعنی شائستگی پھیلانا اور تہذیب سکھانا) وہ مشرقی علوم سے بخوبی حاصل ہو سکتا ہے بلکہ سچ پوچھو تو جو شائستگی اور تہذیب اخلاق مشرقی علوم سے حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ انگریزی خوانی سے حاصل ہونا ناممکن ہے یہ شکایت بھی بڑے بڑے جلیل القدر عہدہ داران گورنمنٹ کی سپیچوں میں سنی گئی ہے کہ اکثر انگریزی خوان متکبر اور بے ادب ہوتے ہیں اور برعکس مشرقی علوم کے تعلیمیافتہ منکسر مزاج و باادب۔ ہمارے اس مضمون کو پڑھکر انگریزی خوان نوجوان جنکو انگریزی نے حضیض اسفل سے اوج فلک پر پہنچا دیا ہے اور اس وجہ سے انکے خیال میں انگریزی دانی معراج ہے ناخوش ہونگے۔ مگر تھوڑے تدبر و غور سے وہ اس ناخوشی کو واپس لینگے ہم انگریزی دانی کے مخالف نہیں۔ حامی ہیں۔ اور انگریزی کی تائید میں کئی مضامین رسالہ میں چھاپ چکے ہیں۔ ہمارا مقصود اس مضمون سے یہ ہے کہ انگریزی تو خود بخود ترقی کر رہی ہے اور اسکا سیلاب ایسا امڈا چلا آرہا ہے کہ اسکو کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ لہذا انگریزی کے ساتھ مشرقی علوم عربی

[illegible] سخت افسوس ہے کیا وہ اسکے جاری ہونے سے ناخوش ہیں [illegible] انکار رسالہ بند کر دیا